احکام قربانی

تحریر : فیض احمد بھٹی، مدرس جامعہ علوم اثریہ، جہلم۔

اللہ رب العزت کو مخلوق انسانی سے اور خصوصاً امت محمدیہ ﷺ سے بہت ہی زیادہ محبت ہے۔اور اس محبت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے دستِ مبارک سے پیدا فرمایا ہے۔

اور جو چیز اپنے ہاتھوں سے بنائی گئی ہو تو وہ چیز بہت ہی پیاری لگتی ہے اور اس چیز سے بہت ہی محبت ہو جاتی ہے۔رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کو انسان سے محبت ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے۔تو سنئے۔۔۔۔اس بات کا ثبوت یوں واضح طور پر ملتا ہے کہ اللہ کریم نے انسان کیلئے ایسے طریقے اور ذرائع مقرر فرمائے ہیں کہ جن سے انسان دنیا اور آخرت کی ذلت و رسوائی سے بچ کر اور اللہ کریم کے قرب کو حاصل کر کے جنت الفردوس کا وارث بن سکتا ہے۔

ان طریقہ جات اور ذرائع میں سے قربانی کرنا بھی ایک ایسا بہترین عمل ہے کہ جس سے انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جاتا ہے اور اس کی دنیا اور آخرت سنور جاتی ہے اور پھر وہ جنت کا وارث بھی بن جاتا ہے۔

لفظِ قربانی کا مفہوم

لفظ "قربانی" قرب یقرب سے مصدر ہے۔بروزن فعلان اور بعض اقوال کے مطابق یہ لفظ صیغہ اسم فاعل بروزن ضربان ہے اور بعد میں پھر یائے نسبتی لگا دی گئی ہے اور یہ لفظ قربانی بن گیا۔(لسان العرب)

اب یہ لفظ ان جانوروں کے لئے علم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جو کہ قربانی کے طور پر عید الاضحی کے روز اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کئے جاتے ہیں۔

اس لحاظ سے قربانی کا معنی یہ ہے کہ قریب کر دینے والی کیونکہ یہ عمل انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتا ہے۔اس لئے اسے قربانی کہتے ہیں۔

ابتدائے قربانی

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ

(ولکل امة جعلنا منسکاً لیذکروا اسم الله علیٰ ما رزقهم من بهیمة الانعام)(سورة الحج : ۳۴)

سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی شروع ہی سے ہر امت یعنی قوم پر مقرر کی گئی تھی۔مگر طریقے مختلف تھے اور پھر قرآن مجید میں یہ بھی مذکور ہے کہ سب سے پہلے ابو البشر حضرت آدمؑ کے دونوں بیٹوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی۔ایک کی قربانی قبول ہو گئی جبکہ دوسرے کی رد کر دی گئی۔یہ قربانی کا سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراھیمؑ نے اپنے پیارے لختِ جگر حضرت

اسماعیلؑ کو بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دینے سے گریز نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کو قبول فرماتے ہوئے ان کی جگہ جنت سے بھیجے ہوئے دنبے کو ذبح کروایا اور پھر یہ سلسلۂ قربانی مختلف طریقوں سے چلتا رہا۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت محمد ﷺ کو بھی یہی حکم بصیغۂ امر فرمایا: (انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر) (سورۃ الکوثر) یعنی اے محمد ﷺ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی لہٰذا آپؐ اپنے رب العزت کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی بھی دیں۔

اہمیت قربانی

قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت ابو ھریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو آدمی قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو مگر قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں داخل نہ ہو (مستدرک حاکم)

پھر ایک روایت کے مطابق یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ میں ہر سال قربانی کیا کرتے تھے۔(ترمذی)

یہاں تک کہ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو (۱۰۰) اونٹ نحر (قربان) کئے جن میں سے تریسٹھ (۶۳) کو آپؐ نے خود اپنے دست مبارک سے ذبح کیا اور باقی کا حضرت علیؓ کو حکم فرمایا اور ساتھ ہی ایک گائے بھی اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے ذبح فرمائی۔ (متفق علیہ)۔۔۔۔ سبحان اللہ! وہ کتنا دلکش اور حسین منظر تھا کہ جب جناب مصطفیٰ ﷺ اونٹوں کو نحر کر رہے تھے۔اور تمام اونٹ بڑے ادب واحترام سے قربان ہو رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ یہ قربانی پہلے نبیؑ سے لے کر آخری نبی ﷺ تک جاری رہی ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔اور ہمارے لئے بھی قربانی کا حکم لازم ہے۔بلکہ ایک جگہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

(یا ایھا الناس! ان علی کل اھل بیت فی کل عام اضحیۃ)

یعنی اے لوگو! بے شک تمام گھر والوں پر ہر سال قربانی ضروری ہے۔(ابوداؤد)

فضائل قربانی

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کو عیدالاضحی کے دن قربانی سے بڑھ کر کوئی بھی عمل محبوب نہیں ہوتا اور بے شک بروز قیامت قربانی کے جانور کا ثواب سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت ملے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی قربانی قبول ہو جاتی ہے۔لہٰذا خوشی سے قربانی کیا کرو"۔(ترمذی، ابن ماجہ، الترغیب)

پھر ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "عظموا ضحایاکم فانھا علی الصراط مطایاکم" (تلخیص الحبیر) یعنی موٹے اور تازے جانوروں کی قربانی کیا کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گے۔

قربانی کی اصل حقیقت اور ثواب

صحابہ کرامؓ نے ایک روز عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سنۃ ابیکم ابراھیم" یعنی تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔پھر عرض کیا "یارسول اللہ ﷺ! ان قربانیوں کا اجر و ثواب کیا

ہے ؟" تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ پورے جسم کے ہر بال کے بدلے ایک ایک نیکی ملے گی (ابن ماجہ، منداحمد)

ضروری اور اہم مسائل قربانی

قربانی کے لئے جانور کو اچھی طرح چیک اپ کرنے کے بعد خریدنا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

مسئلہ ۱ : بکرا ہو، مینڈھا ہو، گائے ہو یا اونٹ ہو سب کے لئے ضروری ہے کہ وہ (مسنۃ) ہوں۔ ہاں اگر کسی مجبوری سے مسنۃ نہ ملے تو پھر جذع کیا جا سکتا ہے۔ (صحیح مسلم)

اب لفظ "مسنۃ" میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا معنی ہے دو دانتوں والا جانور اور بعض کے نزدیک مسنۃ سے مراد ایک سال تک کی عمر والا جانور ہے۔ جبکہ صحیح بات یہی ہے کہ "مسنۃ" سے مراد (دوندا) اور دوندا وہ جانور ہے جس کے اگلے دو دانت ٹوٹ کر نئے پیدا ہوئے ہوں۔ (حوالہ : لمعات شرح مشکوٰۃ از علامہ شیخ عبدالحق محدث دھلوی، تاج العروس، شرح قاموس) (مجمع البحار : ۱۴۸)

پھر اس بات کی تائید ایک اور حدیث پاک سے بھی ملتی ہے کہ مسنۃ سے مراد دو دانت والا جانور ہے۔ حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا : "ضحوا بالثنایا" (حوالہ نصب الرایہ امام زیلعیؒ حنفی : ۲۱۶/۴۔)

ترجمہ : "تم دو دانتوں (دوندے) کے جانوروں کی قربانی کیا کرو"۔

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ قربانی کے لئے جانور کا "مسنۃ" ہونا ضروری ہے اور لفظ مسنۃ سے مراد دوندا جانور ہی ہے۔ جبکہ اسی مسلم شریف کی روایت میں یہ بھی ثابت ہے کہ اگر کسی شرعی مجبوری کی بنیاد پر "مسنۃ" نہ ملے تو "جذعۃ من الضأن" یعنی بھیڑ کا جذعہ قربانی کرنا جائز ہے۔

اس مقام پر میں چاہتا ہوں کہ لفظ "جذعۃ" کی بھی کچھ وضاحت کر دوں کیونکہ بعض دوست لفظ "جذعۃ" سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بالکل چھوٹے چھوٹے جانور قربانی کیلئے ذبح کر دیتے ہیں اور تمام جانوروں کے بچوں کو ذبح کرنا بطور قربانی جائز بھی سمجھتے ہیں حالانکہ صحیح مسلم شریف کی اس روایت سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ صرف تنگی کی بنیاد پر ہی " جذعۃ من الضأن" یعنی بھیڑ کا بچہ کیا جا سکتا ہے اور وہ بھی "جذعۃ" ہو۔ رہی بات "جذعۃ" کی تو لفظ "جذعۃ" کا ویسے معنی تو مضبوط اور قوی ہے اور یہ "مسنۃ" کا نصف ہوتا ہے۔ مگر جب آپ ﷺ نے " جذعۃ من الضأن" کی قید لگا دی ہے تو پھر مجبوری کی حالت میں صرف بھیڑ کا جذعہ ہی جائز ہے ورنہ پھر دو دانت والا ہی جانور ضروری ہے۔ البتہ ہمارے ملک میں گیارہ سے بارہ ماہ تک کا بھیڑ کا بچہ " جذعۃ من الضأن" ہوتا ہے۔ (فتح الباری) لہذا مجبوری کی وجہ سے بھیڑ کا "جذعۃ" ہی جائز ہے اور کسی جانور کا "جذعۃ" جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲ قربانی کا جانور موٹا تازہ اور صحت مند ہونا چاہیے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

مسئلہ نمبر ۳ قربانی کیلئے جانور۔ کمزور۔ بیمار۔ لاغر۔ لنگڑا۔ معذور۔ کانا۔ بھینگا۔ کان کٹا۔ سینگ ٹوٹا۔ یعنی ناقص اور عیب دار نہیں ہونا چاہیے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ احمد)

مسئلہ نمبر ۴ قربانی والا جانور اگر خصی ہو تو قربانی کرنا جائز ہے۔ (ابوداؤد۔ترمذی۔نسائی۔ابن ماجہ۔دارمی۔احمد)

مسئلہ نمبر ۵ آلات قربانی جانوروں سے چھپا کر تیز کریں نیز ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح نہ کریں کیونکہ اس عمل سے جانور تکلیف محسوس کرتے ہے۔ (طبرانی۔مستدرک حاکم)

مسئلہ نمبر ۶ جانور مالک خود ذبح کرے یا پھر کم از کم ذبح کے وقت قریب کھڑا رہے کیونکہ خون کے قطرے زمین پر گرنے سے قبل ہی گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم۔مسند بزار)

مسئلہ نمبر ۷ جو کوئی قربانی کے جانور کو عید سے پہلے ذبح کریگا وہ قربانی شمار نہ ہوگی بلکہ عام گوشت ہوگا۔ (بخاری۔مسلم)

مسئلہ ۸ ایک جانور پورے گھر کی طرف سے کافی ہے۔ (ابوداؤد)

ہاں اگر کوئی استطاعت رکھتا ہو تو ہر فرد کیلئے الگ الگ بھی قربانی کر سکتا ہے۔(بخاری)

مسئلہ نمبر ۹ کسی فوت شدہ فرد کی طرف سے بھی قربانی کرنا جائز ہے۔مگر اس وقت کہ جب آدمی خود بھی اپنی طرف سے قربانی کرے اور اس میت کیلئے علیحدہ کرے۔ (صحیح مسلم۔ابوداؤد۔ترمذی)

مسئلہ نمبر ۱۰ گائے میں سات حصے دار اور اونٹ میں بھی سات حصے دار شریک ہو سکتے ہیں۔ (مسلم) اونٹ میں دس حصہ دار بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ (مسند احمد۔ترمذی)

مسئلہ نمبر ۱۱ قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۱) ایک اپنے لئے

(۲) دوسرا حصہ عزیز و اقارب اور ہمسایوں کے لئے۔

(۳) تیسرا غرباء۔فقراء اور مساکین کیلئے (استدلال من القرآن)

مسئلہ نمبر ۱۲ قربانی کی کھال اور گوشت قصاب کو ہرگز نہ دیں بلکہ ذبح کرنے کی اجرت دیں۔ (بخاری۔مسلم)

مسئلہ نمبر ۱۳ قربانی کی کھالیں وہیں استعمال کریں جہاں زکوٰۃ استعمال ہو سکتی ہے۔مثلاً طلباء دینی مدارس۔غرباء۔فقراء۔مساکین وغیرہ (ابن کثیر)

مسئلہ نمبر ۱۴ قربانی کا پیسہ کسی دوسرے اچھے کام میں خرچ کرنے سے نہ تو قربانی کا ثواب ملتا ہے اور نہ ہی قربانی کا بدل بن سکتا ہے۔ (دار قطنی)

مسئلہ نمبر ۱۵ عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور بعد میں قربانی کا گوشت کھانا سنت ہے(احمد۔ابن حبان۔ترمذی)

مسئلہ نمبر ۱۶ جو آدمی قربانی کرنا چاہتا ہو وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ لینے کے بعد قربانی ذبح کرنے تک اپنے ناخن اور بال نہ کاٹے اور

جو کوئی قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بھی اگر چاند سے لیکر عید الاضحیٰ کی ادائیگی تک بال و ناخن نہ کاٹے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی اجر سے محروم نہیں کرتا۔ (ابوداؤد۔ صحیح مسلم)

طریقۂ قربانی

قربانی کے جانور کو اس طرح لٹائیں کہ اس کا پیٹ اور منہ قبلہ رخ ہو، پھر بائیں ہاتھ میں اس جانور کا منہ پکڑ کر دایاں پاؤں اسکی گردن پر رکھیں اور پھر تکبیر یعنی (بسم الله والله اکبر) پڑھ کر ذبح کر دیں۔ (بخاری۔ مسلم)

نوٹ :۔ اور بھی دعائیں ذخیرہ احادیث میں مفصل طور پر مذکور ہیں۔

فلسفۂ قربانی

۱۔ جن لوگوں کو سال بھر گوشت نصیب نہیں ہوتا انکو بھی عید الاضحیٰ کے دن وافر مقدار میں گوشت مل جاتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا اجتماعی طور پر منظر پیدا ہو جاتا ہے۔

۳۔ مسلمانوں کی اجتماعی قوت نمایاں طور پر ظاہر ہو جاتی ہے۔

۴۔ قربانی کی کھالوں سے غرباء۔ فقراء۔ اور مساکین وغیرہ کی مالی امداد ہو جاتی ہے۔

۵۔ مسلمانوں کو اس دن ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

۶۔ مختلف مصنوعات جو کہ چمڑے اور ہڈیوں سے بنتی ہیں ان کے لئے وافر طور پر میٹریل مہیا ہو جاتا ہے۔

قربانی سے اللہ کیا چاہتا ہے؟

قربانی کے جانور کا گوشت پوست ہمارے کام آتا ہے۔ بلکہ کھالوں، بالوں تک سے انسان ہی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کو ہماری قربانیوں سے صرف اور صرف اخلاص سے پُر تقویٰ مطلوب ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: (لن ينال الله لحو مها ولا دمائها ولكن يناله التقوى منكم) (سورۃ الحج : ۳۷)

یعنی: ان قربانیوں اور عبادتوں سے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اسے تو صرف تمہاری پرہیزگاری یعنی تقویٰ پہنچتا ہے۔

اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب کی سفرِ حج کو روانگی

حکومتِ سعودی عرب کی دعوت پر رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب مؤرخہ کیم ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ بمطابق ۲۰ مارچ بروز ہفتہ کو حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ وہ اپنے اس سفر کے دوران سعودی علماء اور مشائخ کے علاوہ سعودی یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور منتظمین سے بھی ملاقاتیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کے سفر کو آسان اور ان کے حج کو قبول و منظور فرمائے۔ اس سفر میں انکی اہلیہ بھی ان کے ہمراہ ہیں۔